سورۃ النور میں مسئلہ لعان کے متعلق تفسیرِ مظہری کا تفصیلی جائزہ

Li'an Detailed review of Tafseer of Mazhari in surat-e-Noor

*شاکر اللہ

**سید نعیم بادشاہ بخاری

Abstract

Li'an is abbreviated from La'nat. It means that if a man, after having accused her wife, cannot come up with sound proofs curses upon himself. That's why; the Holy Quran has named the entire matter after Li'an. Shariah has solved out the problem of mutual incongruity of a husband and her wife in the form of Li'an. If a man maligns his wife for fornication but cannot bring forward sound proofs, he then avail Li'an, an oath of condemnation, as Allah has commanded. The ruler or a leader, in this regard, orders him (husband) to swear four times by Allah in front of four witnesses; and invoke Allah' curse upon him for the fifth time if he tells a lie. Then the woman while deterring the recommended punishment will bear witness four times that he (her husband) is telling a lie. For the fifth time, she will invoke Allah's wrath upon her if he (husband) tells the truth. It is note-worthy that any person blaming others for adultery must come forward with four witnesses or else get ready for, Hadd-e-Qadhaf, eighty stripes. It shows that Islam detest blaming others without having sound proofs. The details regarding the above stated subject have vividly been mentioned in following topics.

…………………………………………………….

* ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

** چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

امام بخاریؒ نے اپنے صحیح بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ہلال ابن امیہ [1] نے اپنے بیوی پر نبیؐ کے سامنے شریک بن سمحاء [2] سے زنا کرنے کی تہمت لگائی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ گواہ پیش کرو ورنہ تمہیں کوڑے مارے جائے گی۔ ہلال نے عرض کیا یارسول اللہؐ اگر کوئی اپنے بیوی پر مرد دیکھے تو کیا وہ گواہ کی تلاش میں نکلے گا؟ نبیؐ نے فرمایا گواہ یا کوڑے [3]۔ ہلال نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبیؐ بنا کر بھیجا ہے میں بلا شک و شبہ سچا ہوں۔ اللہ ضرور کچھ نازل فرمائے گا۔ جس سے میری پشت کوڑوں سے بچ جائے گا۔ اس وقت جبریلؑ نے یہ آیت لے کر آیا۔ "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ۔۔ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ" تک۔ نبیؐ نے یہ آیت تلاوت کی ہلال آیا اور لعان کیا اور نبیؐ فرماتے رہے کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے ایک اپنے قول سے رجوع کرتے ہو؟ ہلال کے شہادت کے بعد عورت اٹھی اور لعان کیا۔ جب پانچوی شہادت کی باری آئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا یہ شہادت فیصلہ کن ہے۔ عورت ذرا جھکی اور مڑی یہاں تک کے ہمارا خیال ہوا کہ یہ لوٹ جائے گی۔ پھر کہنے لگی اپنے خاندان کو آئندہ ہمیشہ کیلئے رسوا نہیں کرونگی۔ چنانچہ پانچواں شہادت بھی دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اس عورت کو دیکھتے رہے اگر اس کا بچہ پیدا ہوا اور انکھیں سرمگی ہو سیرین باری ہو اور پنڈلیاں گداز ہو تو وہ شریک بن سمحہ کا ہے۔ چنانچہ بچہ پیدا ہوا تو وہ ویسا ہی تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر کتاب اللہ کا فیصلہ نازل نہیں ہوتا تو پھر میں اس عورت سے سمجھتا [4]۔

اور صحیحین میں سہل ابن سعد [5] الساعدی سے نقل ہے کہ ابن عویم [6] اجلانی نے عرض کیا، یارسول اللہ اگر کوئی شخص اپنے بیوی کے ساتھ کسی کو دیکھے تو کیا کریں؟ اگر قتل کردیں تو قصاص میں اس کو قتل کیا جائے گا اور اگر گواہ ڈھونڈنے جائے تو مرد فارغ ہو کر چلا جائے گا۔ نبیؐ نے فرمایا۔ آپ اور آپ کے بیوی کے بارے میں حکم نازل ہوا ہے۔ پس جاؤ اور وہ لے آؤ۔ سعد فرماتے ہے کہ پھر دونوں نے مسجد کے اندر لعان کیا۔ اس وقت میں نبیؐ کے پاس تھا جب لعان سے فارغ ہوئی تو عویمر نے فرمایا یا نبی اللہؐ اب میں اسکے بعد اس عورت کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ میں نے اس پر تہمت لگائی ہے لہذا اس نے عورت کو تین طلاق دی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا دیکھیں! اگر اس عورت کا بچہ پیدا ہو، ااور وہ سانولہ، کالہ چشم، باری سرینو والا اور گداز پنڈلیوں والا ہو تو میرا خیال ہے کہ یہ عویمر نے سچ بولا ہو گا۔ اور اگر اس کی طرح لال رنگت والا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے اس عورت پر جھوٹ بولا ہے۔ لہذا جب بچہ پیدا ہوا ان صفات والا تھا جس سے نبیؐ نے عویمر کی سچائی ظاہر کیا تھا۔ چنانچہ آئندہ اس بچے کا نسب ماں [7] سے ملایا جاتا۔

امام احمدؒ نے عکرمہؒ کی روایت سے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَداً" نازل ہوئی تو انصار کے سردار سعد بن عبادہؓ نے فرمایا کیا اس طرح آیت نازل ہوئی ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا اے قوم انصار! سن لو تمہارا سردار کیا بولتا ہے؟ انصار نے فرمایا۔ یا رسول اللہؐ اسکو ملامت نہ کرو یہ بڑا غیرت مند انسان ہے قسم خدا کی اس نے کبھی بیوہ عورت اور کبھی مطلقہ کے ساتھ نکاح نہیں کیا بلکہ ہمیشہ جوان لڑکی کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ اور نہیں کبھی اپنے بیوی کو طلاق دی ہے۔ ان کی اسی سخت غیرت مندی کی وجہ سے ہم میں سے کوئی جرأت نہیں کر سکتا کہ اسکی چھوڑی ہوئی عورت کے ساتھ نکاح کریں۔ حضرت سعد نے فرمایا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں قسم سے میں جانتا ہوں کہ یہ آیت حق ہے اللہ کی طرف سے نازل ہے لیکن مجھے تعجب ہے اس پر کہ اگر میں بد کار عورت کو اس حالت میں دیکھوں کہ کوئی شخص اس کے ساتھ بدکاری کرتا ہو تو مجھے یہ بھی اجازت نہیں کہ اس کو اس کی جگہ سے ہٹا سکوں۔ جب تک چار گواہ لاکر ان کو آنکھوں سے نہ دکھاؤں۔ قسم ہے جب تک میں گواہ لاؤں وہ مرد اپنا کام پورا کر کے چلا ہو گا۔ اس واقعہ کی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ ہلال ابن امیہ کا قصہ ہوا۔ ہلال ان تین صحابہ میں سے ایک تھا جن کا توبہ قبول ہوا تھا۔ قصہ یوں ہوا کہ حضرت ہلال رات کو اندھیرے میں اپنے زمین سے واپس ہوئی دیکھا کہ کوئی مرد ان کے بیوی کے پاس موجود بدکاری میں مشغول ہے آپ نے اپنے آنکھوں سے ان کی حرکت دیکھی اور اپنے کانوں سے ان کی باتیں سنی لیکن اس شخص کو خبردار نہ کیا صبح ہوئی تو رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا۔ میں تاریکی رات میں گھر آیا تو میں نے اپنے بیوی کے پاس ایک ادمی کو اپنے آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے باتیں سنی۔ رسول اللہؐ کو یہ خبر ناگوار ہوئی اور سخت پڑا، دوسری جانب انصار جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا سعد بن عبادہؓ کی بات نے ہمیں امتحان میں ڈال دیا۔ اب ہلالؓ کو نبیؐ کوڑے لگوائیں گے اور لوگوں کے درمیان اس کی گواہی کو غلط قرار دینگے۔ ہلالؓ نے کہا مجھے اُمید ہے کہ اللہ میرا اس سے کوئی راستہ نکالے گا۔ رسول اللہؐ نے اسکو کوڑے لگوانے کا ارادہ بھی کیا تھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی جب وحی کا نزول پورا ہو کر نبیؐ نے وحی سنا دی تو لوگ ہلالؓ کو کوڑے لگوانے سے منع ہوئے یہ آیت نازل ہوا۔ "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ" ابو یعلیٰؒ نے حضرت انسؓ کا ایسا ہی روایت نقل کیا ہے۔ بغویؒ نے نقل کر کے آخر میں یہ زیادت کی ہے کہ نبیؐ نے ہلال کو فرمایا تم کو خوشخبری ہو اللہ نے تمہارے لئے نجات پیدا کیا ہلال نے کہا مجھے اللہ سے یہی امید تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا عورت کو بلالاؤں

عورت حاضر ہوئی جب دونوں خدمت اقدس میں اکٹھے جمع ہوگئے تو عورت کو ہلالؓ کا دعویٰ ذکر کیا گیا۔ عورت نے اس کو جھوٹا قرار دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اللہ کو یقیناً معلوم ہیں کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ تو کیا تم میں سے دونوں ایک اپنے قول سے رجوع کرنے والا ہے؟ ہلالؓ نے کہا میرا ماں باپ تم پر قربان ہوں میں اپنے قول میں سچا ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کے مابین لعان کرادو۔ پس ہلالؓ کو لعان پیش کیا گیا۔ انہوں نے چار بار قسم کھا کر کہا کہ میں سچا ہوں۔ پانچویں شہادت دیتے وقت نبیؐ نے ہلالؓ سے کہا کہ اللہ سے ڈرو دنیاوی عذاب آخرت کے مقابلے میں آسان ہے۔ اور اللہ کا عذاب بندوں کے عذاب سے بہت سخت ہے۔ اور پانچواں شہادت واجب کرنے والا ہے۔ اگر تم جھوٹا ہو تو عذاب کو تم پر واجب کر دی جائے گی۔ ہلالؓ نے کہا خدا کی قسم اللہ مجھے اس شہادت پر عذاب نہیں دے گا۔ جس طرح رسول اللہؐ نے میرے کوڑے نہیں مارے۔ اس کے بعد ہلالؓ نے پانچوی شہادت کر کے کہا کہ میرے اوپر اللہ کا لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔ پھر پانچویں شہادت کے وقت نبیؐ نے عورت کو بھی روکا اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ پانچواں شہادت واجب کرنے والی ہے۔ اور اللہ کا عذاب لوگوں کی سزا سے زیادہ سخت ہے۔ یہ سن کر عورت ذرا دیر ٹھہر گئی اور اقرار کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر کہنے لگی قسم خدا کی میں اپنے خاندان کو رسوا نہیں کرونگی۔ لہذا پانچواں شہادت دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کا غضب مجھ پر ہو اگر ہلالؓ سچا ہوں۔ اسکے بعد رسول اللہؐ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کی اور فیصلہ سنایا۔ کہ بچہ اگر پیدا ہوا تو ماں کا ہوگا باپ سے ثابت النسب نہ ہوگا۔ لیکن بچے کو ولد حرام نہ کہا جائے گا اور رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر بچہ ایسا ایسا ہو تو شوہر کا ہوگا اور اگر ایسا ایسا ہو تو اس بندے کا ہوگا جس کا نام لیا گیا ہے۔ لہذا جب بچہ پیدا ہوا تو خاکی رنگ کی اونٹ کی طرح بدشکل تھا جو آئندہ مصر کا حاکم بنا لیکن یہ نہیں جانتا کہ اسکا باپ کون ہے [8]۔ بغویؒ نے بیان کیا ہے کہ تمام مرویات میں حضرت ابن عباسؓ کا درج ذیل بیان آیا ہے۔ اس کو مقاتل نے بھی بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ" نازل ہوئی اور ممبر سے رسول اللہؐ نے بیان کیا تو عاصم بن عدی انصاری کھڑا ہو کر کہا یا رسول اللہؐ! اللہ مجھے آپ پر قربان کردیں اگر ہم میں سے کوئی کسی شخص کو اپنے بیوی کے ساتھ مشغول دیکھیں اور جو دیکھا ہے وہ بیان کردیں تو اسکو ۸۰ کوڑے مارے جائے گی اور لوگ اس کو ناحق کہے گے اور اس کی گواہی آئندہ کیلئے قبول نہ ہوگی؟ ہم گواہ اس وقت تک کہاں سے لاسکتے ہے؟ اگر ہم گواہوں کی تکل میں نکلے تو اتنے میں وہ بندہ اپنے کام سے فارغ ہو کر جا چکا ہوگا۔ اس عاصم کا ایک چچازاد بھائی عویمر تھا جسکی بیوی خولہ بنت قیس بن محصن تھی۔ ایک دن عویمر عاصم کے پاس آکر کہا

میں نے اپنی بیوی خولہ کے پیٹ پر سوار شریک بن سمحا کو خود دیکھ لیا تو عاصم نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ کر آئندہ جمعہ رسول اللہؐ کے پاس آکر کہا یا رسول اللہؐ پچھلے جمعہ جو بات میں نے کہی اس میں میرے ہی خاندان کا ایک شخص مبتلا ہوا۔ عویمر، خولہ اور شریک سب عاصم کے بنی عم تھے۔ رسول اللہؐ نے سب کو بلا کر عویمرؓ کو فرمایا۔ وہ تیری بیوی اور تیری چچازاد بہن ہے اللہ سے ڈرو اسکو بہتان نہ لگاؤ عویمر نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے شریک کو اسکے پیٹ پر سوار دیکھا اور چار مہینے سے خولہ کے قریب بھی نہ گیا ہوں اس کو اگر حمل ہیں تو کسی اور سے ہیں۔ رسول اللہؐ نے عورت سے فرمایا اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تم نے کیا ہے وہ مجھ کو بیان کرو۔ عورت نے کہا یا رسول اللہؐ عویمرؓ بڑا غیرت مند آدمی ہے اس نے دیکھا کہ میں اور شریک رات دیر تک بیدار رہتے اور باتیں کرتے تھے اس کو غیرت آئی اور غیرت کی وجہ سے یہ بات کہا۔ رسول اللہ نے شریک سے فرمایا! تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا جو کچھ عورت بولتی ہے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهمْ حضورؐ نے منادی کو حکم دیا کہ آواز کرو کہ " الصلوۃ جامعۃ" منادی کی آواز سے لوگ جمع ہوگئے۔ آپؐ نے نماز آدا کرکے عویمر سے فرمایا! اُٹھ اور کھڑے ہو کر اللہ کو گواہ بنا کر کہہ دو کہ خولہ زانیہ ہے اور میں بالکل سچا ہوں۔ عویمرؓ نے ایسا ہی کیا پھر دوسری شہادت میں کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے شریک کو خولہ کی پیٹ پر دیکھا اور میں یقیناً سچا ہوں۔ پھر تیسری شہادت میں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس عورت کو جو حمل ہے وہ مجھ سے نہیں کسی اور سے ہے اور میں صادق ہوں۔ چوتھی میں کہا کہ میں اللہ کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ میں چار مہینے اس سے نہیں ملا ہوں اور میں سچا ہوں۔ پھر پانچویں شہادت میں کہا کہ اگر میں جھوٹا ہو تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ اسکے بعد رسول اللہؐ نے خولہ سے فرمایا۔ اُٹھ کھڑی ہو جاؤ اور قسم کھاؤ وہ اٹھی اور کہی کہ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں زنا کرنے والی نہیں ہوں اور عویمر جھوٹا ہیں۔ پھر دوسری شہادت میں کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہو کہ عویمر نے شریک کو میرے پیٹ پر نہیں دیکھا ہے اور عویمر جھوٹا ہے۔ پھر تیسری گواہی میں کہا میرا حمل عویمر سے ہے اور یہ جھوٹا ہے پھر چوتھی گواہی میں کہا عویمر نے کبھی مجھے زنا کی حالت میں نہیں دیکھا اور یہ جوٹھا ہے۔ پھر پانچویں گواہی میں کہا اگر عویمر سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا عذاب ٹوٹے۔ شہادت مکمل ہونے کے بعد نبیؐ نے دونوں کو الگ الگ کیا پھر فرمانے لگا! اگر یہ قسمیں نہ ہوتے تو اس عورت کے معاملہ میں کچھ رائے ہوتی پھر لوگوں سے فرمایا بچے کو پیدائش کے وقت دیکھتے رہو اگر بچے کے دونو آبرو کشادہ ہو دونوں میں فاصلہ ہو بال بھورے ہو رنگ سرخی مائل ہو تو وہ شریک کا

بچہ ہو گا جس کی طرف زنا کی نسبت کی گئی ہے اور اگر رمادی رنگ والی کمزور اونٹ جیسے کرہ اعضاء والا بچہ پیدا کیا تو یہ اسکا نہیں جس پر زنا کی تہمت ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بچہ پیدا ہوا تو شریک سے مشابہ تھا[9]۔

حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا کہ آئمہ روایات کا اس شان نزول میں اختلاف ہے۔ کسی کے ہاں یہ عویمر کے حق میں نازل ہونا راجح ہے اور کسی کے ہاں ہلال کے حق میں راجح ہے۔ قرطبی نے لکھا ہے کہ آیت کا نزول دو مرتبہ ہوا ہے بعض نے دونوں مرویات میں تطبیق کیا ہے۔ تو فرمایا کہ اول یہ آیت ہلالؓ کے بارے میں نازل ہوئی اور اتفاقاً اس وقت عویمرؓ کا قصہ بھی سامنے آیا۔ اسلیئے کہتے ہیں کہ دونوں واقعات سبب نزول ہے۔ علامہ ثوری کا بھی اس طرف میلان ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا ہے کہ ہلال کے متعلق آیت نازل ہوئی ہو اسی اثنیٰ عویمر کا قصہ حضورؐ کے سامنے پیش ہوا ہو تو نبیؐ نے عویمر کو حکم قرآنی بیان کیا ہو اسلیئے ہلال کی قصہ میں ہے کہ جبریلؑ یہ آیت لے کر اتریں اور عویمر کو فرمایا کہ تیرے معاملے جیسے ایک اور کا قصہ بھی ہے جس کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی ہے[10]۔

مسئلہ: آیت "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهمْ چونکہ عام ہے اسلیئے امام مالک، شافع، امام احمد نے فرمایا کہ جو شوہر اور بیوی ایسا ہو جس کے درمیان طلاق ہو سکتی ہو ان کے درمیان لعان کرنا بھی صحیح ہے خواہ دونوں آزاد ہو یا مملوک ہو۔ یا ایک آزاد دوسرا مملوک ہوں دونوں عادل ہو یا دونوں فاسق یا ایک عادل دوسرا فاسق ہو۔ یہاں تک کے دونوں کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ ایک مسلمان دوسرا کافر کتابی ہو یا دونوں کافر ہو۔ امام مالک نے کفر والی صورت سے انکار کیا ہے اسلیئے کہ کافروں کے مابین نکاح صحیح نہیں تو دونوں میں طلاق بھی صحیح نہیں۔ اور طلاق نہیں تو لعان بھی صحیح نہیں ہوا[11]۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ لعان کے لئے دو شرط ہے۔ ۱۔ مرد اہل شہادت ہو، یعنی مسلمان ، آزاد، عاقل اور بالغ ہو۔ ۲۔ عورت ایسی ہو کہ اسکے قاذف کو حد لگائی جاسکتی ہو مسلمان، آزاد، عاقل اور بالغ ہو اور اس سے قبل اس کی طرف زنا کی نسبت نہ کی گئی ہو۔ لہذا امام صاحب کے ہاں اگر عورت ایسی ہو کہ اس کے قاذف کو حد زنا لگائی جاسکتی ہو اور مرد غلام ہو یا کافر ہو یا تہمت زنا کا پہلے سے سزا یافتہ ہو تو لعان کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ البتہ اگر حاکم مناسب سمجھے تو مرد کو تعزیری سزا دیگا۔ اور اگر شوہر نابینہ فاسق ہو تو دونوں میں لعان کا حکم جائز ہے۔ اسلیئے کہ فاسق کی شہادت کا معاملہ کو حاکم کے حوالے ہے۔ یعنی اگر حاکم چاہے تو فاسق کی شہادت قبول کر سکتا ہے۔ اور اندھے کی شہادت تو اسلیئے کہ وہ مدعی اور مدعا علیہ کے مابین امتیاز نہیں کر سکتا۔ قبول نہیں۔ لیکن حد قذف تو اسکا ذاتی معاملہ ہے تو اس میں وہ اپنا ذات بھی جانتا ہے اور بیوی سے بھی اپنا امتیاز کر سکتا ہے اسلیئے اس معاملے میں شہادت کا

اہل ہے۔ ابن مبارک نے امام ابو حنیفہؒ کا جو قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے ہاں نابینا قاذف کی وجہ سے لعان نہیں ہوگا[12]۔ لہذا امام صاحب کے نزدیک مذکورہ صورتوں میں نہ حد قذف ہے اور نہ لعان۔ عورت، باندی، کافر، نابالغ یا پاگل ہو اس میں نکاح فاسد کرکے شوہر نے اس نکاح میں اس کے ساتھ قربت کیا ہو یا اسکا کوئی بچہ ہو جس کا باپ معلوم نہ ہو۔ یا اس نے اپنے عمر میں کبھی زنا کیا ہو خواہ ایک مرتبہ ہی ہو۔ پھر توبہ کرلیا ہو یا اس سے بالشبہ مرد نے جماع کرلیا ہو۔ اور واقعۃً وہ جماع حرام ہو۔ صرف مرد کو حلال ہونے کا شبہ ہوا ہو ان مذکورہ صورتوں میں نا قاذف پر حد قذف جاری ہوگی نہ لعان کا حکم دیا جائے گا۔ البتہ حاکم کے حکم سے عورت کو تعزیر دیا جا سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے عورت کے لئے جو شرط لگائی ہے کہ وہ ایسی عورت ہو کہ جس کی قاذف کو حد لگائی جا سکتی ہے۔ اس کی علت یہ ہے کہ شوہر سے حد قذف کو دور کرنے کے لئے لعان کا حکم دیا گیا ہے۔ جن احادیث میں اس آیت کے نزول کا وجہ بیان کیا گیا ہے ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ دیکھوں رسول اللہؐ نے ہلالؓ کو کہا تم کو بشارت ہو کہ اللہ نے تمہارے لئے کشائش پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے لئے لعان حد قذف کا بدل ہے اسلئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے خوف کرو دنیا کا عذاب یعنی حد قذف عذاب آخرت کے مقابلے میں بہت آسان ہے پس جب ایسی عورت ہی نہ ہو[13]۔ جس کی قاذف کا حد جاری ہو سکتی ہو تو حد کا بدل یعنی لعان کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے ایک اور شرط لگایا ہے کہ شوہر شہادت کا اہل ہو۔ یہ اس آیت کی وجہ سے فرمایا۔ "وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ" اللہ تعالیٰ نے آیت میں خود شوہروں کو شہداء قرار دیئے ہیں۔ اسلئے کہ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ کا نفی سے استثنٰی کیا ہے اور نفی سے استثنٰی اثبات (فعل کے ہونے کو کہتے ہے) ہوتا ہے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ اس آیت میں مجازاً شہداء سے مراد قسم کھانے والے ہے اس لئے کہ پھر تو مطلب یہ ہوگا کہ ان کے پاس قسم کھانے والے نہ ہو۔ سوا اپنے ذات کے۔ اور یہ مطلب صحیح نہیں ہے۔ دراصل یہاں شہادت بمعنٰی حلف لینا ایک قاعدہ کی فرع ہے جسکا خود کوئی اصل نہیں، قاعدہ یہ ہے کہ اپنے لئے شہادت جائز نہیں اور دوسرے کے لئے جائز ہے۔ اگر شہادت کا اصل معنٰی قسم بھی ہوتا پھر بھی یہاں مجازی معنٰی گواہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور جب شہادت کا حقیقی معنٰی حلف ہی نہیں بلکہ شہادت بمعنٰی قسم مجازی معنٰی ہے تو بدرجہ اولٰی یہاں شہادت سے مراد گواہی ہے اور قسم نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مذکورہ دونوں باتوں کا ثبوت عمر بن شعیب کے دادا کی روایت کردہ حدیث سے ملتا ہے۔ جو کہ دار قطنی اور ابن ماجہ نے مختلف طرق سے نقل کیا ہے۔ ا۔ دار قطنی نے عثمان بن عبد الرحمن زہری نقل

کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا چار صورتوں میں لعان نہیں۔ ا۔ آزاد مرد اور باندی کے درمیان لعان نہیں ہے،۔ ۲۔ غلام مرد اور آزاد عورت کے درمیان لعان نہیں ہے۔ ۳۔ مسلمان مرد اور یہودیہ عورت کے درمیان لعان نہیں ہے۔ ۴۔ مسلمان مرد اور نصرانی عورت کے درمیان لعان نہیں ہے[14]۔ یحیٰی، امام بخاری، ابو حاتم رازی اور ابو داؤد نے عثمان بن عبد الرحمن کو ناقابل اعتبار کہا ہے یحیٰی نے کہا وہ جھوٹ بولتا تھا۔ ابن حبان نے کہا موضوعی روایات کو معتمد رُوات کے ساتھ ملاتا تھا۔ اس روایت کو دلیل میں پیش کرنا جائز نہیں ہے۔ نسائی اور دار قطنی نے متروک الحدیث کہا ہے۔ ۲۔ دار قطنی اور ابن ماجہ نے عثمان بن عطا خراسانی کے سلسلے سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا چار عورتوں کے ساتھ لعان نہیں ہوتا۔ ا۔ عیسائی عورت مسلمان مرد کے ساتھ۔ ۲۔ یہودیہ مسلمان مرد کے ساتھ۔ ۳۔ لونڈی عورت کا آزاد مرد کے ساتھ۔ ۴۔ آزاد عورت غلام مرد کے ساتھ۔ یحیٰی اور دار قطنی نے عثمان بن عطا کو ضعیف کہا ہے۔ ابو حاتم[15] اور ابن حبان نے کہا اس کی مرویات دلیل میں پیش کرنا جائز نہیں۔ علی بن جنید[16] نے متروک الحدیث کہا ہے دار قطنی نے کہا یزید بن زریع بھی عثمان کی متابعت کی ہے۔ لیکن یزید بن زریع بھی ضعیف ہے۔ ۳۔ دار قطنی نے عماد بن مطر کے سلسلہ سے عمرو بن شعیب کے دادا کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے عطا[17] بن اسید کو بھیجا۔ اس کے بعد مذکورہ روایات نقل کی ہے۔ ابو حاکم رازی نے کہا۔ عماد بن مطر جھوٹ کہتا تھا۔ ابن عدی نے متروک الحدیث کہا ہے۔ امام احمد نے فرمایا حماد بن عمرو جھوٹ کہتا تھا اور حدیث اپنی طرف سے گھڑتا تھا۔ ساجی نے کہا باجماع علماء حدیث یہ متروک الحدیث ہے۔ نسائی اور دار قطنی نے حماد بن عمرو کے راوی زید[18] بن رفیع ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ امام اوضاعی اور ابن جریجؒ نے یہ روایت بواسطہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ نقل کیا ہے اور اسکو عمرو بن شعیب کے دادا کا قول قرار دیا ہے[19]۔ اور رسول اللہؐ کی طرف اس کی نسبت نہیں کی ہے۔ ابن ھمام نے لکھا ہے کہ ضعیف حدیث اگر متعدد تروک سے نقل ہو تو وہ حجت ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث بھی امام اوضاعی اور ابن جریج کی روایت سے مؤید ہے۔ ان دونوں اماموں نے اسکو عمرو بن شعیب کے دادا کا قول قرار دیا ہے۔ ''فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ '' امام شافعی نے اس آیت سے اپنے قول کا استدلال کیا ہے۔ اس آیت میں شہادت سے مراد قسمیں ہیں۔ گواہان نہیں ہے[20]۔ اسلیئے کہ لفظ شہادت دونوں معنوں کا محتمل ہے۔ لیکن لفظ باللہ سے قسم کی جانب مستحکم ہوگیا۔ اشھد بول کر اگر کوئی قسم مراد لیں تو قسم ہو جائے گا معلوم ہوا کہ شہادت کا لفظ بول کر قسمیں مراد لینے کا احتمال تھا۔ لفظ باللہ سے

اس معنیٰ کو متعین کیا شریعت میں اپنی ذات کیلئے خود شہادت دینا صحیح نہیں اور قسم کھانا جائز ہے اور اس کے بھی کوئی مثال موجود نہیں کہ ایک ہی جگہ پر ایک وقت میں ایک شخص بار بار شہادت ادا کرتا ہو البتہ قسم کی تکرار کی مثال موجود ہے جیسے قسامت میں۔ اس کے علاوہ یہ بھی فرق ہے کہ شہادت شئ کے ثبوت کے لئے جبکہ قسم شئ کے نفی کیلئے ہوتا ہے۔ یہ بات محال ہے کہ حقیقت شہادت کا تعلق ایک ہی کام سے ہو بالضرورۃ ایک کی حقیقت اور دوسرے کی مجازی معنیٰ پر عمل واجب ہو گا۔ اور لفظ شہادت کا مجازی معنیٰ قسم ہو گا اور جب شہادت سے قسم مراد ہو گی۔ تو لعان کیلئے شہادت کا اہل ہونا لازم نہ ہو گا۔ ہم کہتے ہیں اپنے لئے خود شہادت اور ایک مقام پر بار بار شہادت ادا کرنا یقیناً شریعت میں جائز نہیں لیکن پھر تو دوسرے کیلئے قسم کرنے کے بھی کوئی مثال موجود نہیں۔ اور اس طرح کسی حکم کے وجوب کے لئے قسم کھانے کا بھی شریعت میں کوئی مثال نہیں۔ قسم تو دفع حکم کے لئے ہے۔ ایجاب حکم کے لئے نہیں ہوتی پس جس کو موجود اور معدوم کرنے یا جس طرح چاہے اس طرح کرنے اور حکم دینے کا مکمل اختیار ہو۔ جب ایک محل میں دونوں کاموں کو اولاً مشروع کرنا اس کے لئے جائز ہے تو پھر اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ اولاً اس کو مشروع کر دے۔ رہی یہ بات کہ خود شہادت دینے کی مثال، تو یہ قرآن میں ہے'' شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ''رسول اللہؐ نے جو موئذن کو آذان دینے میں'' اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله'' کہتے ہوئے سنا تو فرمایا انا اشھد نبی کا اپنے رسالت کی شہادت دینا تو اپنے لئے شہادت ہے[21]۔ باقی یہ بات کہ تکرار شہادت کیوں ہے؟ تو جب زنا کے گواہ کوئی ثبوت و دلیل پیش نہ کر سکا تو اسکے لئے یہ تکرار شہادت بطور بدلیت ضروری قرار پائی گئی کیونکہ تہمت کے وقت اپنے لئے شہادت قبول نہیں کی جا سکتی اسلئے اگر تہمت کا موقع نہ ہو تو ایک بار شہادت بھی قابل قبول ہے۔ جیسے مذکورہ آیت اور حدیث میں اسکا ثبوت ہے۔ پس تہمت سے بچنے کے لئے بار بار شہادت دینا یا قسم پختہ کرنا یا اپنے لئے لعنت اور غضب کی بد دعا کرنا سمجھ سے بالاتر نہیں ہے۔

''وَلَم يَكُنْ لَّهمْ شُهَدَاءَ'' یہ جملہ یا صلہ پر عاطف ہے یا یرمون کے فاعل سے حال واقعہ ہے۔ ''اِلَّا اَنْفُسَهُمْ'' یہ شہداء سے بدل ہے۔ یا صفت واقع ہے جیسے الا بمعنیٰ غیر ہو اور موصول باصلہ مبتدا ہوئی اور مابعد اسکا خبر ہے۔ حفص، حمزہ اور کسائی[22] نے شہادت کو مرفوع پڑھ کر شہادۃ احدھم کا خبر قرار دیا ہے۔ اور باقی علماء نے بنا بر مصدر ہونے پڑھ لیا ہے[23]۔ تقدیر عبارت ایسا ہو گا فالواجب ''شَهادَةُ اَحَدِ هِمْ یا فَعَلَيْهِمْ شَهادَةُ اَحَدِهِمْ''

بعض کے ہاں شھادۃ احدھم مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ اصل میں "فَشَهَادَةُ اَحَدِ هِمْ اَرْبَعُ شَهَادٰةٍ تَدْفَعُ عَنْهُ حَدَّالْقَذَفِ" ہے۔ اور باللہ شہادت کے ساتھ متعلق ہے۔ اسلئے کہ یہ اسکو قریب تر ہے اور بعض کے ہاں شہادت کے ساتھ متعلق ہے اسلئے کہ یہ مقدم ہے۔"اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ" اصل میں عَلٰى اَنَّهٗ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ہے۔ اس تہمت میں جو اپنے بیوی پر لگایا ہے۔ یا اس بچے کا اپنے آپ سے نفی کرنے میں۔ پس جار حذف ہوا اور ان کو زیر دیا گیا۔ اور لام تاکید متعلق ہوا اور بعض کے ہاں یہ جواب محزوف کیلئے قسم ہے۔ اور جملہ قسمیہ شہادت کا بیان ہے۔ (وَالْخَامِسَةُ) علماء قرات کے ہاں یہ اتفاقاً مرفوع ہے۔ حفص، حمزہ، کسائی کے مذہب کے مطابق یہ اربع شھادات پر عاطب ہے اور باقی کے ہاں یہ "فَشَهَادَةُ اَحَدِ هِمْ" پر عاطف ہے یعنی واجب یہ ہے کہ ایک پر چار شہادات ہوئی واجب ہے کہ پانچواں شہادت دیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ الخامسۃ مبتداء ہو اور مابعد اسکا خبر ہو اور جملہ اسمیہ حال واقع ہو۔ "اَنْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ" نافع اور یعقوب[24] نے انکو ان مخفف من المثقل پڑھا ہے۔ اسم اسکے لئے ضمیر الشان ہے اور لعنت مرفوع بناء پر مبتداء ہے۔ اور باقی علماء کے ہاں ان مشدد (جس پر شد ہو) ہے۔ اور ان لعنۃ منصوب بر اسم (ان) ہے۔ ان اپنے متعلقات کے ساتھ جر کی تقدیر کیساتھ شہادت کیساتھ متعلق ہے عبارت اس طرح ہو گا۔ "فَشَهَادَةُالْخَامِسَةُ بِاَنْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ" "اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ" یہ ایسا شرط ہے جو جزاء سے مستغنی ہے۔

مسئلہ: جب ایک شوہر اپنے بیوی پر زنا کا تہمت لگائے یا کہے کہ یہ حمل میرا نہیں ہے اور یہ دونوں اہل لعان سے ہو اور عورت حد قذف کا مطالبہ بھی کرے تو شوہر پر لعان واجب ہے۔ اگر مرد لعان سے انکار کریں تو حاکم وقت اسکو قید کرے گا۔ جب تک لعان نہ کریں یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کریں اسکو اقرار کے ساتھ تو حد قذف جاری کرے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے مذہب میں قید نہیں کیا جائے گا بلکہ فوراً حد قذف جاری کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ حد شرعی ہے اور اس حد سے بچنے کے لئے لعان مشروع ہوا ہے۔ شوہر اپنے سچائی ثابت کرنے سے قاصر ہوا۔ تو فوراً حد جاری ہو گا[25]۔

امام شافعیؒ کے نزدیک لعان سے انکار پر وہ فاسق بن جاتا ہے۔ امام مالک کہتے ہے صرف انکار سے فاسق نہیں ہوتا۔ امام ابو حنیفہ کے لئے دلیل یہ ہے کہ لعان سے انکار اپنے جھوٹا ہونے کا اقرار ہے۔ لیکن قدر شبہ اس میں موجود ہے

اور شبہ کی صورت میں حد زنا جاری نہیں کی جاسکتی اسلیئے وہ قید کرکے شبہ زائل کیا جائے تاکہ یا اقرار کریں یا انکار کریں۔ جب شوہر لعان کریں تو عورت پر امام ابو حنیفہؒ کے ہاں لعان کرنا واجب ہے۔ انکار کی صورت میں اسکو بھی حاکم قید کریں یہاں تک کہ وہ یا لعان کریں یا زنا کا اقرار کرکے شوہر کی تصدیق کریں امام شافعی کے ہاں جب مرد نے لعان کیا تو دونوں کے درمیان جدائی کی جائے گی اور ہمیشہ کے لئے یہ عورت اس مرد پر حرام ہے اور بچے کی نسبت اس کی طرف نہیں ہوگی۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا کہ دونوں لعان کرنے والے کبھی جمع نہیں ہونگے[26]۔

ہم کہتے ہیں کہ لعان اس وقت متحقق ہو جاتا ہے جب عورت بھی لعان کریں۔ لہذا صرف شوہر کے لعان کرنے سے تفریق نہیں ہوسکتی بلکہ جب دونوں لعان کریں تو جدائی واقع ہوگی۔ "وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابُ" یعنی حد زنا جیسا کہ آیت "فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ" میں ہے حد سے مراد حد زنا ہے۔ رسول اللہؐ نے حضرت ہلالؓ کے بیوی کو فرمایا" وان عذاب اللہ اشد من عذاب الناس"" وَاَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ" بناء بر مصدریت منصوب ہے۔ "شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ" یعنے شوہر" لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ" یعنی اس تہمت میں یا ولد کی اپنے آپ سے نفی کرنے میں یا دونوں میں یہ جھوٹا ہے" وَالْخَامِسَةُ" جمہور نے مرفوع بناء بر مبتداء ہونے پڑھا ہے۔ اور اس کا مابعد اس کے لئے خبر ہے یا اسلیئے مرفوع پڑھا ہے کہ یہ اَنْ تَشْهَدَ پر عاطف ہے اور حفص نے منصوب پڑھا ہے کہ یہ عطف[27] ہے اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ پر (ان) نافع اور یعقوب نے مخفف پڑھا ہے کہ یہ مصدر ہے اور باقی علماء نے مشدد پڑھا ہے۔ "غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا" نافع اور یعقوب نے (ض) کے کسرہ کے ساتھ باب "علم یعلم" سے پڑھا ہے اور لفظ مرفوع بناء بر فاعلیت پڑھا ہے۔ اور باقی کے ہاں (ض) کے فتح کے ساتھ ہے بناء بر یہ کہ (ان) کا اسم ہے اور لفظ اللہ مجرور پڑھ کر مضاف الیہ بتایا ہے۔ (اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) اس تہمت میں جو مجھ پر لگایا یا ولد کو اپنے آپ سے نفی کرنے میں یا ان دونوں میں یہ سچا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہے عورت کی لعان کرنے سے صرف ایک حکم متعلق ہے یعنی حد زنا ساقط ہونا۔ اگر شوہر گواہ پیش کرکے زنا ثابت کریں تو لعان بے فائدہ ہے۔ حد زنا اس سے ساقط نہیں ہوسکتا اور اگر عورت نے لعان سے انکار کیا تو حد زنا واجب ہوا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہے بصورت انکار عورت کو قید کرکے یا لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے۔ اگر اس نے مرد کی تصدیق کردی تو وجوب لعان کا سبب یعنی انکار نہ رہا۔ اسلیئے لعان کا حکم باقی نہ رہا اور نہ حد زنا کا وجوب ہوا۔ کیونکہ اسکا تصدیق عورت کا اقرار نہیں ہے۔ اسلیئے حد کا

وجوب نہیں ہوتا۔ البتہ لعان کا حکم جاری رہتا ہے۔ اور بالفرض اگر تصدیق کو اقرار ہم مان لیں تو ایک مرتبہ اقرار حد زنا کیلئے کافی نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ "وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ" میں العذاب سے مراد حد زنا ہے۔ یہ بھی بے دلیل بات ہے اسلیئے کہ قید کرنا بھی عذاب تو ہے بہر حال شبہ پیدا ہو کر حد ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر عورت نے اپنے شوہر کی تصدیق کی کہ بالکل یہ بچہ اس کا نہیں تو امام صاحب کے ہاں اس پر حد اور لعان دونوں نہیں اور بچہ دونوں کا مانا جائیگا۔ کیونکہ لعان ہو جاتا ہے تو بچے کی نسبت پر شوہر سے نہ ہوتی لیکن جب لعان نہ ہوا اور بچے کا حق ہے کہ زوجین سے نسبی الحاق ہو اسلیئے زوجین کے کہنے سے اسکا حق باطل نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ دونوں کا مذہب میرے لئے تعجب خیز ہے اسلیئے وہ شوہر کے لئے اہل ہونے کی شرط ضروری نہیں کہتے اور ہر مرد لعان کر سکتا ہے خواہ قاذف غلام ہو یا کافر ہو یا اس سے پہلے تہمت یافتہ ہو اور ظاہر بات ہے کہ قسم موجب مال بھی نہیں ہو سکتی اور جب قسم سے مال واجب نہیں ہو جاتا تو عورت کو سنگسار کرنے کا وجوب کیسے کر سکتا ہے؟ رجم تو تمام سزاؤں میں سخت ہے۔ امام ابو حنیفہ کا قول اسلیئے کہ ان کے ہاں لعان قسم نہیں شہادت ہے اسلیئے لعان کرنے والے کے لئے ان کے ہاں شرائط ہیں اور یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ یہاں چار شہادتیں چار گواہوں کے قائم مقام ہیں اسلیئے شاہد موجود نہ ہونے کی صورت میں چار شہادتیں جمع کرنا ضروری ہے۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مرد کے حق میں یہ شہادتیں حد قذف کے قائم مقام ہیں۔ اور عورت کی حق میں حد زنا کے قائم مقام ہیں پھر تعجب ہے کہ مرد کے چار شہادتوں کے بعد حد زنا عورت پر امام صاحب کے ہاں کیوں واجب نہیں ہو جاتی؟ اللہ تعالیٰ نے "وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ" فرمایا یعنی عورت کے لعان سے حد ساقط ہو جاتا ہے۔ درأ کا لفظ خاص ہے۔ اس کا معنٰی ہے ساقط کرنا یعنی موجب عذاب نہ رہے تو عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا عذاب سخت ہے لوگوں کے عذاب سے یعنی حد، عورت کے حق میں جو لعان حد زنا کے سد مسد قرار دیا گیا ہے۔ اس کا صرف مطلب یہ ہے کہ عورت لعان کریگی تو حد زنا اس سے ساقط ہو گی اور لعان سے انکار کر دے گی تو حد زنا جاری ہو گی۔ مرد کی چار شہادتیں اگرچہ گواہوں کی قائم مقام ہیں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ ان سے زنا کا یقینی ثبوت ہو جاتا ہے۔ ان چار شہادات کا چار گواہوں کے قائم مقام ہونا اگرچہ مشتبہ ہے اسلیئے حد قذف اس کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا اور حد زنا ثابت نہیں ہو گئی۔ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہے۔ پھر مدعی کی چار شہادات چار مردوں کی شہادات کے قائم مقام ہونا یقینی اور قطعی ہے۔ اسکا ثبوت قرآن سے ہے اور حدیث سے بھی اور اجماع امت سے بھی البتہ زنا کا قطعی

ثبوت مدعی کی چار شہادات سے نہیں ہوتی تو چا گواہوں کی شہادات سے بھی قطعی ثبوت زنا کی نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ چاروں نے اتفاقی جھوٹ بولی ہو اور ہر خبر میں صدق اور کذب کا احتمال ہوتا ہے۔ہاں ضرور موجب یقین اور قطعیت ہو جاتی ہے حاکم جو دو چار گواہی پر فیصلہ کرتا ہے وہ محض حکم شریعت کی تعمیل ہے۔اس سے غالب گمان پیدا ہوتا ہے اس غلبہ ظن پر حاکم کا فیصلہ ہے یہ مطلب نہیں کہ اس سے حاکم کو یقین پیدا ہوا لیکن معذور ہے۔اور حد زنا جاری ہو جاتی ہے تو مدعی کا چار مرتبہ قسم کھا کر شہادت دینا بطریقہ اولیٰ موجب ثواب ہونا چاہیے اس کی شہادتیں اتنی پکی ہوتی ہے کہ جھوٹ ہونے کی صورت میں وہ اپنے لیے لعنت خدا کا مانگنے والا ہوتا ہے پھر وہ فاسق نہیں بلکہ عادل ہوتا ہے اور شہادت دینے کی اہل بھی ہے اور اسی کیساتھ عورت لعان سے انکار کرتی ہے۔

دیکھو! اگر چار مرد جھوٹ پر اتفاق کرے یہ ممکن ہے اور اگر عورت کا خاوند اس پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور عورت کو یقین بھی ہے کہ اگر میں لعان کرلوں تو زنا کی سزا سے بچ جاوگی اس کے ہوتے ہوئی وہ لعان نہیں کرتی تو ظاہر ہوا کہ وہ شوہر کی بات کو صادق کرتی ہے۔ ہر کہ یہ بات کہ شبہ سے حدود ساقط ہو جاتے ہیں تو وہ یہ شبہ مراد نہیں بلکہ شریعت مطہرہ میں جو شبہ معتبر ہے وہ یہاں معبود نہیں اور وہم تو بہر حال باقی رہ جاتا ہے۔ پس میرے رائی کے مطابق امام ابو حنیفہؒ نے شوہر کیلئے شہادت اہل ہونے کا جو شرط لگایا ہے یہ وہ عورت اس وجہ کے ہو کہ اس پر الزام لگانے لگایا ہے یہ وہ عورت اس درجہ کے ہو کہ اس پر الزام لگانے والے کو قذف کی سزا دی جاسکی۔امام صاحب کا یہ قول زیادہ اور قابل تقلید ہے اور امام شافعیؒ نے جو فرمایا کہ عورت لعان سے انکار کرے تو اس ہر حد زنا جاری کی جائے تو امام شافعیؒ کا یہ قول معتبر ہے اور صحیح ہے۔

مسئلہ:۔ امام شافعیؒ کا قول کہ فقط لعان کرنے سے زوجین میں جدائی ہوتی ہے بے دلیل ہے امام زفرؒ، مالکؒ، اور ایک قول میں امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ جب دونوں لعان کریں تو جدائی کو دواقع ہوا۔ اگرچہ حاکم نے فیصلہ نہ کیا ہو جبکہ امام ابو حنیفہؒ امام محمدؒ ار امام ابو یوسفؒ اور ایک قول امام احمدؒ کا یہ ہے کہ لعان کے بعد حاکم جدائی کریگا اور یہ حاکم پر واجب ہے کہ جدائی کرائیں۔امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے مذہب پر یہ جدائی ایک طلاق بائن ہوگی۔باقی ائمہ کے ہاں طلاق باتن نہیں ہے بلکہ یہ فسخ نکاح قرار دیا جائے گا۔اس قول کیلئے دلیل یہ ہے کہ حرمت رضاعت کیطرف لعان سے بھی حرمت ہمیشہ کے لئے حرمت ہو جاتی ہے۔

صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل ہے کہ نبیؐ نے دو لعان کرنے والوں کر فرمایا۔ تمہارا حساب اللہ کے ذمے ہے یقینی آپ میں سے ایک جھوٹا ہے مرد کہا اب تیری اس پر کوئی راہ نہیں مرد نے کہا میر امال؟ نبیؐ نے فرمایا اگر تم تہمت لگانے میں سچا ہو تو یہ مال اس اجازت کا معاوضہ ہوا جو اس عورت نے اپنے ذات کی اجازت تم کو دیا تھا۔ اور اگر جھوٹ تہمت ہو کر اب مال دو چلا گیا ہے[28]۔ ابو داؤد نے سہل بن سعد کے روایت سے لعان کرنے والے مرد وعورت کے مقدمہ میں جو روایت نقل کیا ہے۔ وہ اوپر مذکور ہے کہ دونوں میں ہمیشہ کیلئے تفریق کیا جائے تاکہ آئندہ نہ مل سکے[29]۔

دار قطنی نے حضرت علی اور ابن مسعودؓ کی روایت سے بھی ہی بیان کیا ہے۔ ابن حجرؒ لکھا ہے کہ اس باب میں حضرت علیؓ سے روایت نقل ہے کہ عبد الرازق اور ابن ابی شیبہ عمرؓ اور مسعودؓ کے مصنف میں نقل ہے ابو داؤد نے ابن عباسؓ کی روایت سے ہلالؓ کا واقعہ نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے دونوں میں جدائی کرائی۔ اور حکم صادر فرمایا کہ عورت پر تہمت زنا اور بچہ کو ولد زنا کہا جائے۔ صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہؐ کے دور میں ایک شوہر بیوی سے لعان کیا۔ رسول اللہؐ نے دونوں کو جدا کر دیا اور بچہ کا نسب ماں سے ملایا[30]۔

جمہور کیلئے اپنے قول پر دلیل وہ روایت ہے جس میں ہلالؓ بن امیہ کا واقعہ ابن عباسؓ کے حوالے سے ابو داؤد نے ذکر کیا ہے۔ کہ رسول اللہ نے لعان کے بعد یہ حکم فرمایا کہ نہ مرد پر نفقہ اور سکنہ ہے نہ عورت بیوی ہوتی ہے نہ شوہر نے طلاق دی ہے بلکہ دونوں میں تفریق لایا گیا ہے[31]۔ لعان کے بعد خود ہمیشہ کیلئے حرمت واقع ہوا تو اب یہ حرمت نکاح کے منافی ہے جس طرح حرمت رضاعت نکاح کے منافی ہے۔ اسلئے لعان فسخ نکاح ہے نہ کہ طلاق بائن۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں! حرمت نکاح اس بات کو لازم نہیں کہ فسخ نکاح ہو مثلاً ظہار سے حرمت ہو جاتی ہے اور نکاح فسخ نہیں ہوتی۔ البتہ جب حرمت ثابت ہونے کے بعد جب شوہر بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے سے قاصر ہوا تو اچھی طرح اسکو آزاد کرنا لازم ہے اور جب شوہر نے ایسا نہیں کیا تو حاکم نے نیابۃً یہ کام سرانجام دیا۔ تاکہ ظلم نہ ہو اسکی ثبوت صحیحین میں حضرت سہیل بن سعد کی روایت سے ہوتی ہے جس میں عمیر لعان کے بعد نبیؐ سے فرمایا۔ کہ میں اب اگر میں اسکو ساتھ رکھو تو میں نے اس پر جھوٹی سے تہمت لگایا ہو گا۔ لہٰذا عویمرؓ نے تین طلاق دی اور نبیؐ نے کچھ قول نہ کیا۔ دار قطنی نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے رسول اللہؐ کی حدیث روایت کی ہے کہ دونوں کو جدا جدا کر دیا جائے

ائندہ سے بھی جمع نہیں ہوسکتے اسکو رسول اللہ ﷺ کا قول کہنے میں نظر [32] ہے ابو بکر رازیؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قول رسول اللہ کا ہے۔ صاحب تنقیح نہ لکھا ہے اسکی سند صحیح [33] ہے اور اسکا مفہوم اس پر دال ہے کہ محض لعان کرنے سے دونوں جدا جدا نہیں ہو جائے۔ امام شافعیؒ کے خداف اس حدیث کا مفہوم بڑی دلیل ہے۔ اور ابن عباسؓ کے روایت کہ رسول اللہ نے نان نفقہ اور سکنی نہ ہونا اسلیئے کہ دونوں بغیر طلاق کے جدا ہوتے ہیں کا فرمایا یہ ابن عباس کی اجتہادی رائے کا نیتجہ ہے۔ مرفوع حدیث میں صرف اتنی بات ہے کہ لعان کے بعد مرد پر عورت کا نفقہ اور اسکی کا حق نہیں ہے۔ میں کہتاہوں لعان کے بعد حرمت ہونا باجماع علماء ثابت ہے امام شافعیؒ اور امام ذفر کے ہاں تو حرمت واضح ہے کہ یو حضرات لعان کو فسخ نکاح قرار دیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے قول پر بھی حرمت کا ثبوت یقینی ہے۔ ورنہ لعان کے بعد رسول اللہ نے جدائی نہ کرائے۔ اسلیئے امام صاحب کا مذہب ہے کہ حاکم تفریق کرادے ۔لیکن یہ حرمت ہمیشہ کیلیئے ہے ظہار کی طرح اسکا حرمت نہیں کہ کفارہ ادا کرنے سے ختم ہو جاتی ہے اور حرمت دوامی نکاح کے منافی ہے۔ اچانک حرمت سے نکاح تو باقی رہ جاتی ہے۔ اور دوامی حرمت کا معنی علاوہ سوال فسخ نکاح کے اور کچھ نہیں ہے اور یہاں جب منخ نکاح ہوا تو حاکم کی حکم کی کوئی ضروری کے باقی نہ رہی۔

ابن ہمام نے لکھاہے کہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق تفریق حاکم کے فیصلہ پر موقوف نہیں رہتی اسلیئے کہ حرمت تو اس سے پہلے باتفاق علماء ہوا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول کہ شوہر لعان کے بعد بیوی اپنے ساتھ شرعاً نہیں روک سکتا۔ اسلیئے حاکم جدائی کا فیصلہ کردے۔ تسریح بالاحسان کیلیئے حاکم شوہر کا نائب ہے اس قول کا تقاضہ ہے کہ لعان کے بعد قاضی شوہر کو طلاق حکم دے۔ اگر طلاق نہ دے تو قاضی تفریق کا حکم جاری کردے اور نکار کے بعد تفریق کرنے کے جواز کا کوئی قائل نہیں نہ رسول اللہ ﷺ نے عویمرؓ کو حکم دیا تھا۔ اور حضرت ابن عباس کا یہ قول کہ نفقہ اور سکنی عورت کیلیئے نہیں اس لیے کہ بغیر طلاق جدائی کی گئی ہے۔ اگرچہ حدیث مرفوع کا ٹکڑا نہیں لیکن مرفوع کے حکم میں ہیں اس لیے کہ ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کی حقیقت اور کیفیت سے واقف تھا۔ اور یہ بات کہ جب تفریق لعان سے ہوا، عویمرؓ نے کیوں طلاق دیا؟ اس کیوجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عویمر کو اس وقت تک معلوم نہ ہو گا کہ لعان سے تفریق خود ہو جاتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ مفہوم شرط کو حجت مانتے ہیں۔ وہ اگرچہ صحیح ہے لیکن یہاں وہ بات نہیں چلتی اس لیے کہ یہاں مفہوم شرط ترک کردیا گیاہے۔ یا یہ جواب کیا جائے کہ ’’المتلاعنان اذا افترقالا یجتمعان ابدا‘‘ کہ یہ مطلب ہے کہ جب دونوں لعان کر گئے۔ تو دونوں الگ ہو گی ائندہ کبھی دونوں ساتھ نہیں رہیں

گے۔ امام ابو حنفیہؒ حدیث "المتبا یعان بالخیار مالم یتفرا قا" کا یہ مطلب ہے کہ جب تک یجاب قبول نہ ہو گیا اور تفریق قولی نہ ہو گیا ہو اس وقت تک ہر شخص کو بیع نہ کرنے کا اختیار ہے تو یہاں افتراق قولی مراد ہے تو لعان والی صورت میں بھی افتراق قولی مراد ہے[34]۔

مسئلہ:۔ لعان کے بعد اگر شوہر اپنا تکذیب کریں اور اپنا جھوٹا پن بیان کریں تو کیا اس بیوی سے اس نکاح ہو سکتا ہے؟ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالک کی مذہب کے مطابق اسکا اپنے آپ کو جھوٹا کرنے کا اقرار مان لیا جائے گا ۔ لیکن صرف اتنا کہ اسکو حد قذف جاری کیا جائے گا۔ اور اور بچہ اسکا مان لیا جائے گا لیکن حرمت دوامی قائم رہے گا اور نکاح کبھی جائز نہ ہو گی۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ حد قذف جاری کی جائے گی۔ اور لعان صحیح نہیں مانا جائے گا اور حرمت نکاح تو لعان سے وابستہ تھا اس لیے نکاح جائز ہو گی اس طرح اگر کسی دوسری شخص پر تہمت زنا لگانے کیوجہ سے اس پر حد قذف جاری کئے گی ہو تو لعان کا اہل نہ ہو گا۔ یہ حکم تب ہے جب عورت زانیہ ہو اور سزا دیا گیا ہو تو اہل لعان نہ رہے گی۔ لہذا مر د کی اپنے تکذیب کرنے کے بعد دونوں کا نکاح جائز ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ لعان کا اہل نہ ہونے کا یہ مطلب نہ کہ لعان نہیں ہوا ہے۔ دیکھو اگر کسی نے کسی اور پر الزام زنا لگایا اور ثابت نہ کیا اور اس پر حد قذف جاری کی گی۔ پھر مقذوف نے زنا کیا اور سزا یاب ہوا تو اگرچہ زانی اہل لعان نہیں ہو تا پھر بھی اس کی قاذف کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

یہی صورت مسئلہ یہاں بھی ہے۔ احناف کہتے ہیں۔ (المتلاعنان لایجتمعان ابداً) یہ عرفی بات اور عرف کا بنا اتصاف پر ہوتا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ لعان کرنے والے جب تک اس صفت پر متصف ہو وہ جمع نہیں ہو سکتے۔

ہم کہتے ہیں۔ یہ عرفی قضیہ نہیں ہے۔ قضیہ عرفیہ میں صفت موضوع پائیدار ہوتی ہے اور لعان استمراری وصف نہیں ہے۔ اس لئے یہاں بشرط وصف نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مقصد یہ ہے جن زوجین کے درمیان لعان ہوا تو ان کے جمع کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ مطلب بلکل نہیں کہ جب تک وہ لعان قائم ہو۔ اور ہر ایک دوسری کو جھوٹا کہتا رہے تو عدم تزوج کا حکم قائم رہے گا۔ اور جب ایک اپنے نفس کو جھوٹا کریں۔ تب نکاح جائز ہو گی۔ مسئلہ:۔ اگر شوہر نے بولا کہ یہ بچہ مجھ سے نہیں ہے تو قاضی لعان کے بعد بچے کا نسب اس شخص سے نہیں ملائے گا۔ اور ماں سے اس کا الحاق کر دے یگا۔ جو لوگ لعان کے بعد تفریق حاکم کے فیصلہ پر موقوف کرتے ہیں۔ ان کی ہاں مذکورہ مسئلہ کے اندر ضمنی طور پر تفریق کا فیصلہ بھی ہو گا۔ بصورت مذکورہ لعان کرتے وقت مرد یہ الفاظ کہے گا کہ میں جو اپنا بچہ ہونے کا انکار کیا خدا

کی قسم میں اس قول میں سچا ہوں۔ عورت بھی لعان میں ان الفاظ کا اضافہ کرے گی۔ اگر عورت کی زانیہ ہونے اور بچے کی نفی کرنے کا مرد نے اظہار کیا تو لعان میں دونوں باتوں کا ذکر کرنا ہو گا۔ پھر بچہ کی نسبت اس کی ماں سے کر دیا جائے گا۔ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک شوہر اور بیوی کے درمیان لعان کرنے کے بعد دونوں میں تفریق کیا تھا۔ اور باپ بچے کے نسب سے منکر تھا۔ اس لئے ماں کے ساتھ الحاق کی[35]۔

مسئلہ:۔ اگر شوہر نے بیوی کے حمل کو اشارہ کر کے بولا کہ یہ مجھ سے نہیں تو امام صاحبؒ، امام زفرؒ اور امام احمدؒ کے ہاں لعان کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے کہ بچے کا ہونا لازم نہیں۔ شاید حمل نہ ہو۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزد لعان کرایا جائے گا۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ بچہ کی پیدا ہونے تک لعان نہ ہو گا۔ پھر اگر چھ ماں سے کم عرصہ میں پیدا ہوا تو لعان واجب ہو گا۔ ورنہ نہیں، بعض مرویات میں ہے کہ ہلالؓ کے قصہ میں ہے کہ لعان ولادت کے بعد کیا گیا تھا[36]۔ صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے حضرت ہلال کے واقعہ میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اے اللہ ظاہر کرادے اور بچہ اس شخص کے ہم شکل پیدا ہو جسکے ساتھ ہلال نے زنا کا الزام قائم کیا تھا[37]۔

امام مالکؒ اور شافعیؒ نے اپنے لئے دلیل میں ابو داؤد کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے ہلالؓ اور ان کی بیوی کے درمیان جدائی کرادی اور فرمایا کہ بچہ باپ کو منسوب نہ کیا جائے گا اور بچہ ولد زنا اور ماں متہم بالزنا بھی نہ کیا جائے گا۔ جو بندہ بچہ کو ولد زنا اور ماں متہم بالزنا کریں اسکو حد زنا جاری ہو گی۔ عکرمہؓ نے فرمایا وہ بچہ مصر کا گورنر بنا اور باپ کیطرف منسوب نہ کیا جاتا تھا۔ بعض طرق روایت میں ہے کہ لعان کرتے وقت ہلال کی بیوی حاملہ تھی[38]۔ نسائی نے حضرت عباس کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے عجلانی اور اسکی بیوی کے درمیان اس وقت لعان کرایا کہ بیوی حاملہ تھی۔ عبد الرزاق نے بھی واقعہ اس طرح نقل کیا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی ہے کہ شوہر نے کہا کہ میں عفار النخل سے ہی اس کے پاس نہیں گیا ہو۔ غفار النخل کا مطلب یہ ہے۔ شاخ تراشی کے بعد دو مہینے تک درختوں کو سینچا نہ جائے، رسول اللہؐ نے دعا کی کہ اللہ ظاہر کر دے۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو بڑی بڑی الزام والا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انکار حمل کے وقوع لعان جائز ہے۔ اس حدیث سے بعض نے جواب کیا کہ ہلال نے عورت پر زنا کا الزام قائم کیا تھا۔ اور حمل سے انکار نہیں کیا تھا۔ امام احمدؒ نے وکیع کے بارے میں فرمایا کہ وہ غلط ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہلالؓ جب رسول اللہ نے لعان کرایا۔ لعان انکار حمل کے وجہ سے نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ ہلالؓ نے دونوں الزام لگاتے تھے۔ بغوی نے کہا کہ عبد اللہ بن عباس اور قتادہؓ کے نقل کردہ

روایات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہلالؓ کی طرف سے صرف زنا کا الزام ہوتا تو رسول اللہ اس کی طرف بچے کا نسبت کرنے کی ممانعت نہ فرماتے۔ کیونکہ زانی کے علاوہ ہلال کے نطفہ سے بچہ کا پیدا ہونا ممکن تھا۔ نفی حمل کی وجہ سے لعان کا جواب والی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہلال کی طرف سے صرف زنا کا الزام ہوتا تو رسول اللہؐ اس کی طرف بچے کا نسبت کرنے کی ممانعت نہ فرمائے۔ کیونکہ زانی کے علاوہ ہلالؓ کے نطفہ سے بچہ کا پیدا ہونا ممکن تھا۔ صرف نفی حمل کی وجہ سے لعان کا جواب ہلال والا حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

اس طرح ابن عباسؓ نے عجلانی کے لعان کا جو قصہ نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ بیوی حاملہ تھی۔ اس سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ عجلانی نے صرف انکار حمل کیا تھا۔ بلکہ ابن سعد نے طبقات میں عبد اللہ بن جعفر[39] کی روایت سے عویمر کے حالات کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ میری چشم دید واقعہ ہے میں وہاں موجود تھا جب عویمر نے اپنی بیوی پر شریک سے زنا کا الزام لگایا تھا اور اسکے حمل کا بھی انکار کیا۔ عورت حاملہ تھی رسول اللہؐ نے دونوں میں لعان کیا۔ دونوں ممبر کے پاس کھڑے ہو کر لعان کرتے کچھ عرصہ بعد جب بچہ پیدا ہوا تو شریک کے زیادہ مشابہ تھا۔ نبیؐ نے نسبت ماں کی طرف کی۔ عویمر کو اس کے خاندان والے بہت ملامت کرتے اور عورت کو نیک خیال کرتے جب بچہ پیدا ہوا تو عویمر کو ملامت کرنا چھوڑ دیئے۔ بچہ دو سال زندہ رہا پھر مر گیا۔ ماں بھی کچھ دنوں بعد مر گئی۔ اور شریک اس واقعہ کے بعد لوگوں کے نظر میں ذلیل ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عویمر نے یہ دونوں دعوے (زنا، بچہ نفی کرنا) کئے تھے۔ صاحبین کے قول کی دلیل یہ ہے کہ جب مرد نے حمل سے انکار کیا اور کچھ ماں بعد بچہ پیدا ہوا تو اس سے ثابت ہو گا کہ انکار کے وقت حمل موجود تھا۔ لہذا قذف ثابت ہو گیا۔ اور قذف سے بچنے کیلئے لعان کیا جائے گا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ حمل کا یقینی موجود ہونا ضروری نہیں تو گویا بچے سے انکار مشروط ہوا۔ اور مطلب یہ ہوا کہ اگر تیری حمل ہو تو تیرا یہ حمل مجھ سے نہیں اور قذف کو مشروط کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر کہے کہ تم نے زنا کیا ہے اور حمل تیرا زنا سے ہے تو بالاتفاق لعان کرنا ہو گا۔ اسلیئے کہ اس نے زنا پر صراحت کی اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حاکم نفی نسب کا فیصلہ نہیں کریگا۔ امام شافعیؒ کا مذہب اس کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہؐ نے بچے کا نسب ہلال کے ساتھ نہ کرنے کا حکم صادر کیا تھا۔ اور ہلالؓ نے جس عورت پر الزام لگایا تھا اس وقت حاملہ تھی۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا احکامات کا جاری کرنا تو ولادت کے بعد ہی ہو گا۔ ولادت سے پہلے حمل کا یقین نہیں ہے۔ ہر کہ رسول اللہؐ کا فیصلہ ہے تو وہ اس لئے فیصلہ کیا تھا کہ رسول اللہؐ کو حمل کے ہونے کا

یقین وہی سے معلوم ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہؒ کے یہ بات فہم سے دور ہے۔ کیونکہ رسول اللہؐ ظاہر پر فیصلہ کراتے تا کہ مسلمان آپؐ کا اتباع کرے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر یہ نہ فرماتے کہ تم دونوں میں سے ایک ضرور کاذب ہے۔ بلکہ یقین کے ساتھ ایک کو جھوٹا کہتے۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد شوہر اپنا بچہ کا انکاری ہو جائے تو امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق اس کا انکار صحیح مانا جائے گا۔ بشرط کے پیدا ہوتے ہی خبر ملی تو انکار کیا ہو۔ اس صورت میں لعان کیا جائے گا اور اگر اول وہلت میں انکار نہیں کیا بعد میں انکار کیا تو نسب ثابت مانا جائے گا۔ اور حد قذف کی وجہ سے لعان کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ خبر ہونے کے ساتھ اس نے ثبوت نسب کا انکار کیا۔ تو انکار صحیح مانا جائے گا۔ تعیین مدت کے سلسلے میں امام ابو حنیفہؒ کا کوئی قول نہیں۔ ابو اللیث کے روایت میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے تین روز کی مدت انکار کے لئے بتایا ہے۔ حسن کی روایت میں سات دن کا لفظ آیا ہے۔ صاحبین کے ہاں پوری مدت نفاس انکار کی مدت ہے۔ قیاس کا تقاضہ یہ ہے۔ کہ ولادت کے فوراً بعد اگر انکار کیا تو مانا جائے گا۔ اور کچھ وقفہ خاموشی میں گزار کر انکار کیا تو صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ خاموشی رضامندی کی علامت ہے۔ لیکن دقیق قیاس مقتضی اس بات کی ہے کہ اس کو سوچ کیلئے تھوڑا وقت دیا جائے بغیر سوچ کے اگر وہ انکار کرے اور حقیقت میں اسکا بچہ ہو تو حرام ہے اور اگر دوسرے کا بچہ اپنا قرار دے بھی حرام ہے[40]۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ جس عورت نے کسی دوسرے قوم کے آدمی کو اپنے قوم میں شامل کیا وہ اللہ کی رحمت سے خارج ہو گئی۔ اور قیامت کے دن اللہ اس کو جنت میں داخل نہ کریگا۔ اور جس باپ نے اپنے ثابت بچے سے انکار کیا تو قیامت کے دن اللہ اس سے پردہ کرے گا اور تمام مخلوق کے سامنے اس کو رسوا کرے گا[41]۔ صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ[42] اور ابو بکرہ کی روایت نقل ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسلام میں اگر کسی نے کسی کو اپنا باپ قرار دیا اور اسکو علم تھا کہ یہ اسکا باپ نہیں ہے اس پر جنت حرام ہے[43]۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہوتے وقت مرد غائب تھا تو واپس آنے کے بعد مدت کا اعتبار کیا جائے گا۔ صاحبین کے ہاں اتنی مدت غور کرنے کے لئے دی جائے گی جتنا عرصہ نفاس کی ہوتی ہے اور امام ابو حنیفہ کے ہاں مبارک باد دینے کے لئے جو مدت ہوتی ہے بس اتنی مدت کافی ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر کو اپنے بیوی کے بارے میں زنا کا یقین ہوا۔ یا خبر مشہور کے بناء پر یقین ہوا اور تائید بھی موجود ہے۔ مثلاً شوہر نے زید کو اس کی عورت کے ساتھ تنہائی میں دیکھا ہے تو اس صورت میں وہ عورت پر زنا کی تہمت قائم کر سکتا ہے۔ یا بچہ پیدا ہوا اور اس نے قربت نہ کیا ہو اسلئے اس کو یقین ہوا کہ یہ بچہ اس سے نہیں ہے تو باپ ہونے سے انکار کرنا جائز ہے۔ یا جماع کی ہو لیکن ابھی چھ مہینوں سے کم عرصہ گزر چکا ہو یا دو سال گزرنے کے بعد بچہ پیدا ہوا ان تمام صورتوں میں بچہ سے انکار کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر چھ ماہ کے بعد اور دو سال سے کم بچہ پیدا ہوا یا حیض نہ آنے کی وجہ سے استبراء رحم نہیں ہوا تو اس صورت میں انکار کرنا جائز نہیں ہے۔ اور حیض آنے کے وقت اگر چھ ماہ سے زیادہ عرصہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو انکار جائز ہے۔

مسئلہ: اگر ہم بستری کی یا عزل کیا یا عورت کا زنا کا یقینی علم ہوا اور اس بات کا احتمال ہے کہ بچہ اس کا ہو یا زانی کا ہو تو اپنا بچہ پیدا ہونے سے انکار کرنا حرام ہے۔

حوالہ جات

1 ہلال بن امیۃ:۔ نام ہلال بن امیہ الانصاری الواقفی ہے بنی واقف سے تعلق رکھتے تھے۔بدوی تھے ان تین صحابہ میں سے ایک تھے جن کے بارے میں آیت "وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا "نازل ہوا تھا۔ اور اپنے بیوی پر شریک بن سمحاد کا قذف لگایا تھا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 4/1542)۔

2 شریک بن سمحاء:۔ نام شریک بن السمحاء تھے بعض متاخرین نے اس کے بارے میں کہا کہ اسکا ذکر حدیث میں ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ یہ نام نہیں بلکہ اسکا ابن سمحاکیساتھ شراکت تھی ۔ (معرفۃ الصحابہ لابی نعیم 3/1475)۔

3 صحیح البخاری (3/178)(صحیح)۔

4 صحیح البخاری(6/100)(صحیح)

5 شبل بن سعد الساعدی :۔ نام سہل بن سعد بن سعد بن مالک الخزرجی الانصاری الساعدی ہے۔ متلاعنین کے قصہ میں شریک ہوا اور اسکا عمر 15 سال تھی ۔ مدینہ میں آخری وفات ہونے والا صحابی ہے۔ پہلا نام حزن تھا نبیؐ نے نام بدل دیا۔ 91ھ کو وفات پاگئے ۔ (سیر اعلام النبلاء 3/422)۔

6 عویمر العجلانی :۔ نام عویمر بن ابیض العجلانی الانصاری ہے صاحب اللعان ہے۔ شریک بن سمحاء کے بارے میں اپنے بیوی کا دعوای زنا کیا تھا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 3/1226)

7 صحیح البخاری باب اللعان ، (7/53)(صحیح)

8 مسند احمد۔ باب مسند عبد اللہ بن عباس۔ (2/534)

9 تفسیر البغوی (3/386)

10 فتح الباری ۔ باب قولہ، ویدرء عنھا العذاب (8/450)(صحیح)

11 الاشراف فی نکت مسائل الخلاف، القاضی ابو محمد عبد الوھاب ،المتوفی 422ھ دار ابن حزم ، الطبعۃ الاولیٰ 1420ھ (2/209)

12 العنایہ شرح الھدایۃ ، باب اللعان ، محمد بن محمد بن محمد،المتوفی 786ھ دار الفکر، بدون الطبعہ (4/277)

13 سنن ابی دواد ، باب اللعان ،(2/276) (صحیح)

14 السنن الکبرای للبیھقی ۔ (7/650)(موضوع)

15 ابو حاتم الرازی :۔ ابو حاتم الرازی کنیت محمد بن ادریس بن المنذر بن داود بن مھران نام ہے۔ 195ھ کو پیدا ہوئے۔ 277ھ کو رئی میں وفات پاگئے۔ (سیر اعلام النبلاء 12/ 247)

16 علی بن جنید :۔ نام علی بن جنید ہے۔ مسدد نے اسکے ساتھ مکہ میں 74ھ کو ملاقات کیا تھا۔ گھر داخل ہوتے وقت سلام والی حدیث کو نقل گیا ہے۔ (التاریخ الکبیر 6/266)

17 عتاب بن اسید :۔ نام عتاب بن اسید ہے۔ ماں کا نام اروی بنت ابی عمرو ہے۔ فتح مکہ کے دن ایمان لایا۔ نبیؐ نے اسکو اہل مکہ کا امام مقرر کیا تھا۔ (الطبات الکبرای 6/5)

18 زید بن رفیع :۔ نام زید بن رفیع اھل نصیبین میں سے ہے۔ 130ھ کو مروان کے خلافت کے اختتام میں وفات پاگئے۔ (الطبقات الکبرای 7/334)

19 السنن الکبرای للبیھی (7/650) (ضعیف)

20 المھذب فی فقھ الامام الشافعی ،باب من یصح اللعان وکیف اللعان ،ابو اسحٰق ابراھیم بن علی المتوفی 476ھ دار الکتب العلمیۃ، (3/87)

21 المعجم الکبیر للطبرانی ، سلیمان بن احمد بن ایوب المتوفی 360ھ ، مکتبۃ ابن تیمیہ قاھرہ ، الطبعۃ الثانیۃ (149/13)

22 کسائی :۔ نام ابو الحسن علی بن حمزہ بن عبد اللہ بن بہمن بن فیروز الاسدی ، کوفی المعروف بالکسائی قرأ سبعہ میں سے ایک ہے۔ نحو اور لغت میں امام تھے۔ (وفیات الاعیان 296/3) ۔

23 القراءات واثرھا فی علوم العربیہ (266/2)

24 لم اجدہ ۔

25 الھدایۃ فی شرح البدایۃ المبتدی ۔ (270/2)

26 نصب الرایہ، باب اللعان، جمال الدین ابو محمد عبد اللہ، المتوفیٰ 762ھ موسسۃ الریان للطباعۃ و النشر، الطبعۃ الاولیٰ 1418(249/3)

27 القراء ات واثرھا فی علوم العربیہ (160/2)۔

28 تفسیر الطبری ،جامع البیان فی تاویل القرآن ، محمد بن جریر بن یزید، المتوفی 310ھ مؤسسۃ الرسالہ الطبعہ الاولیٰ 1420ھ (112/19)۔

29 صحیح البخاری، باب قول الامام المتلاعین (55/7)(صحیح)۔

30 سنن ابی داؤد، باب اللعان (274/2)(صحیح)۔

31 صحیح مسلم، باب القضاء عدۃ المتوفیٰ (1132/2)۔(صحیح)

32 مسند ابوداؤد الطیالسی ، ابوداؤد سلیمان بن داؤد المتوفی 204ھ دارالھجرۃ ،الطبعۃ الاول 1419ء (388/4)(صحیح)

33 تقدم الحدیث مع تخریجہ

34 تنقیح التحقیق لابن عبدالھادی ، شمس الدین محمد بن احمد، المتوفی 744ھ اضواء السلف الریاض ، الطبعۃ الاولیٰ 1428ھ (444/4)۔

35 صحیح البخاری ،باب البیعان بالخیار (64/3)(صحیح)۔

36 صحیح البخاری ، باب یلحق الولد بالملاعنۃ (56/7)(صحیح)۔

37 الھدایہ فی شرح بدایہ المبتدی (272/2)۔

38 صحیح البخاری ، باب قول الامام اللھم بین (56/7)(صحیح)

39 تقدمالحدیث مع تخریجہ۔

40 عبداللہ بن جعفرؓ:۔ نام عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی ہے۔ سید ہے صحابی رسول ہے۔صغار صحابہ میں سے ہے۔ اسکا باپ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو نبیؐ نے اسکا کفالت کیا 80ھ کو وفات پا گئے تھے۔ اور 8ھ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء 3/456)۔

41 الاختیار لتعلیل المختار ،باب اللعان ،عبداللہ بن محمود بن مودود ،المتوفی 683ھ، مطبعہ الحلبی النشر ، 1356ھ (3/171)۔

42 سنن ابی دواؤد ، باب التغلیظ فی الانت فاء (2/279)۔(ضعیف)

43 سعد بن ابی وقاص :۔ نام سعد بن ابو وقاص ہے ابو اسحٰق کنیت ہے صحابی رسول ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہے۔ بدری اور سابقین الاولین میں ہے۔ اہل شوری میں سے تھے۔ 55ھ کو عقیق میں وفات پا گئے۔ (سید اعلام البنلاء1/92)